قسط (۱)

سیدنا امام حسینؓ اور فتنہ ناصبیت
بجواب
سیدنا یزید اور سبائی فتنہ

سردار داؤد

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاق

قارئین کرام! اغیار کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ فرد ملت کے دلوں سے اعیان ملت کی محبت و عقیدت نکال کر دلوں کو ویران کر دیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرات اہلبیت۔ صحابہ کرام کے ساتھ والہانہ وابستگی ملت اسلامیہ کی روح ہے۔ اس لئے دشمنان دین کا ہدف بھی یہی ذوات عالیہ ہیں۔ بعض محققین اپنی بے جا تحقیق کے پردے میں اغیار کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی غیر دیانت دارانہ تحقیق ملت اسلامیہ پر کیا قیامت ڈھا رہی ہے۔ اس قسم کی ایک تحقیق ایک طویل عرصے سے بعض حضرات کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔ جس میں یزید کو برحق اور حضرت امام حسینؓ کو غلطی پر ثابت کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ علی الاعلان یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام ہمیں سرے سے کوئی نظریہ خلافت و سیاست دیتا ہی نہیں۔ خلافت علی منہاج النبوت اور بادشاہت میں کوئی فرق ہے ہی نہیں۔ جو شخص جس طرح چاہے حکومت حاصل کرے۔ اور جس طرح چاہے اسے چلائے۔ اسلام سب کو سند جواز عطا کرتا ہے۔ اصل میں یہ حضرات ان باتوں سے اسلام کے تصور خلافت کی نئی توجیہات کر رہے ہیں اور نئی نسل کو اسلام کے سیاسی نظام کے متعلق الجھنوں میں مبتلا کیا جا رہا ہے تحقیق ایک مستحسن عمل ہے۔ لیکن اسلاف کے خلاف باغیانہ ذہنیت لے کر میدان تحقیق میں اترنا صریحاً" ظلم عظیم ہے۔ میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ ان مضامین سے اسلام یا کتاب و سنت کی کیا خدمت مقصود ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم ان مسائل پر سکوت اختیار کرتے کہ ہم سے قیامت کے دن یزید کے بارہ میں کوئی پرسش نہیں ہو گی۔ ہم نے الٹا ان مقدس ہستیوں پر انگشت نمائی شروع کر دی ہے۔ جن سے محبت سرور کونین کی سنت اور ایمان کا جزو ہے۔ اور یہی ناصبیت ہے۔ ناصبی اس کو کہتے ہیں۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہ اور اہل بیت اطہار سے بغض و عناد اپنا جزو ایمان سمجھتا ہو۔

نصب عربی زبان میں دائمی حسد اور مستقل بغض و عداوت کا دوسرا نام ہے۔ جو شخص اس مرض میں مبتلا ہے۔ وہ بلاشبہ نفاق کی زد میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی حضرت علیؓ سے

صحیح مسلم کتاب الایمان میں مروی ہے کہ۔

قال علی والذی خلق الحبتہ وبرء النسمتہ انہ لعھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی سے روایت ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے دانہ اگایا اور جان کو پیدا کیا۔ نبیؐ نے مجھے وصیت فرمائی کہ نہیں محبت رکھے گا مجھ سے مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

معروف اور جید اہلحدیث عالم نواب صدیق حسن خاں صاحب ایک سوال کے جواب میں اقسام بدعت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

منجملہ ابتداع یکے نصب است کہ بدتر از تشیع باشد چہ تدین ببغض علی کرم اللہ وجہہ است

(ہدیتہ السائل الی ادلتہ المسائل سوال و جواب یک صد و پنجم)

بدعت کی ایک قسم نصب ہے جو کہ تشیع سے بدتر ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب بغض علی کو اپنا دین و ایمان بنا لینا ہے۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" میں مروان بن حکم کو اس بدبخت گروہ کا سرغنہ قرار دیا ہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۹۹)

مزید لکھتے ہیں۔

کہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل سنت ہمیشہ نواصب سے مقابلہ کرتے تھے اور ان بدبختوں کو بکواس کا جواب دے کر ان سے پرخاش رکھتے تھے اب انہی مضامین کو لیجئے۔ جو بھی ناواقف شخص اور اصل حقائق سے نابلد شخص ان مضامین کو پڑھے گا۔ جو ترجمان السنہ میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ حضرت معاویہؓ کے مقابلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہ اور یزید کے مقابلے میں سیدنا امام حسینؓ کو خطا کار سمجھے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ناصبیت جدیدہ جسے ہمارے بعض علماء اور اہل مدرسہ تقویت بہم پہنچا رہے ہیں یہ ناصبیت قدیمہ سے بھی بازی لے گئی ہے۔ پرانی ناصبیت کے علمبرداروں کی جرات نہ تھی کہ وہ حضرت علیؓ کی خلافت کے انعقاد کا علی الاعلان انکار کرتے یا حضرت حسین کی سیرت کو داغدار کر کے پیش کرتے۔ اس لئے وہ بس امیر معاویہ کے فضائل و مناقب میں مبالغہ آمیزی کرنے پر اکتفا کرتے تھے جیسا آجکل کے نئے محقق انہیں معصوم عن الخطا قرار دے رہے ہیں۔

چنانچہ شیخ محمد بن احمد سفارینی اثری اپنی کتاب "لوامع الانوار البھیہ و سواطع الاسرار الاثریہ" میں امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا سالت ابی عن علی و معاویہ فقال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء

میں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے حضرت علی اور حضرت معاویہ کے متعلق سوال کیا تو کہنے لگے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت علی کے دشمن بہت تھے۔ انہوں نے حضرت علی میں کوئی نقص تلاش کیا۔ مگر نہ پا سکے۔ تو یہ لوگ ایک ایسے شخص یعنی امیر معاویہؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس نے

حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جدال کیا تھا۔ اور ان اعدائے علیؓ نے امیر معاویہؓ کی تعریف بڑھا چڑھا کر کی۔ جو حضرت علیؓ کے خلاف ایک چال تھی۔

دوسری طرف حضرت امام حسینؓ کے یزید کے خلاف عادلانہ خروج کو بغاوت قرار دیا جا رہا ہے۔ یزید کو بڑے بڑے جھوٹے القابات دیئے جا رہے ہیں اور یزید کو جنتی قرار دیا جا رہا ہے۔ جیسے جنت خارجیوں کی جاگیر ہے۔ حالانکہ جو بات قطعی طور پر ثابت ہے وہ یہ ہے کہ کتاب و سنت ذکر یزید سے پاک ہے۔ ہاں ان کے ذکر سے لبریز ہے۔ جنہیں ہم باغی و خطا کار قرار دے رہے ہیں۔ اور انہیں خطا کار قرار دیتے وقت ہم عدالت صحابہؓ کا نظریہ بالکل فراموش کر دیتے ہیں کیونکہ ہم یہ نظریہ فقط امیر معاویہؓ کے حق میں استعمال کرنے کے قائل ہیں۔ دیگر صحابہ اور صحابی رسول عبداللہ بن زبیر اور جگر گوشہ بتول کے خلاف جو کچھ لکھیں ہمارے نزدیک عدالت صحابہ کے نظریہ کے خلاف نہیں۔

حامیان یزید کے طرز عمل کی یہ دورنگی میرے لئے بڑی تعجب خیز ہے کیا کوئی منصف مزاج شخص اس طرز عمل کو درست قرار دے سکتا ہے؟

فما لکم کیف تحکمون

بخاری شریف کی وہ حدیث جسے یزید پر چسپاں کر دیا گیا ہے اور معصوم لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس کے نام کے ساتھ بشارت و مغفرت کے امین لکھا جا رہا ہے اس بارہ میں جناب خاور امین باجوہ صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ احادیث نبویؐ کا مذاق نہ اڑائیں۔

بخاری کتاب العلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

لا تکذبوا علی من کذب علی فلیلج النار

مجھ پر جھوٹ ہرگز نہ بولو جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ آگ میں داخل ہو گا۔

نیز بخاری شریف مناقب قریش میں حضرت واثلہؓ سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا سب سے بڑا افترا یہ ہے کہ ایک شخص رسول اللہ کی طرف وہ قول منسوب کرے جو آپ کا نہ ہو۔

نواصب جس حدیث کی آڑ میں یزید کو بشارت و مغفرت کا امین قرار دے رہے ہیں اور اس حدیث کی شرح میں جس کذب و افتراء کا سہارا انہوں نے بعض پمفلٹوں میں کیا ہے۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔ کاش ان لوگوں میں ذرہ برابر بھی خوف خدا ہوتا۔ انہوں نے لوگوں کو دھوکا دینے کی خاطر متعدد محدثین منجملہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام قسطلانی، حافظ ابن کثیر، ابن خلدون اور مشہور اہلحدیث عالم علامہ وحید الزماں وغیرہ کے حوالہ جات نقل کئے ہیں کہ یہ نامور حضرات بھی اس حدیث کے پیش نظر یزید کو جنتی قرار دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**

لہذا ذیل میں آنحضور کے ارشاد حدیث مغفور کی شرح محدثین اور شارحین حدیث کی آراء پر کی

جاتی ہے۔ تاکہ سچ اور جھوٹ میں فرق واضح ہو سکے اور جن حضرات کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو۔ آئندہ وہ اس حدیث کو غلط معانی پہنانے سے گریز کریں۔ اور اپنی عاقبت کو خراب کرنے کا گھاٹے کا سودا نہ کریں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث درج ذیل ہے۔

اول جیش من امتی یغزون مدینہ قیصر مغفور لہم

اس حدیث سے استدلال کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ جتنے بھی قیصر کے شہر میں غزوہ کریں گے ان سب کے لئے بخشش ہے۔ بلکہ اول جیش من امتی فرما کر مغفرت کو پہلے لشکر کے ساتھ خاص فرمایا ہے اور پہلے لشکر میں یزید ہرگز نہیں تھا۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔

وفی ھذہ السنتہ وقیل سنتہ خمسین سیر معاویہ جیشا کشیفا الی بلاد الروم للغزاۃ وجعل علیھم سفیان بن عوف وامر ابنہ یزید

اور اسی سال ۴۹ھ میں اور کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہؓ نے ایک لشکر جرار بلاد روم کی طرف بھیجا۔ اس پر سفیان بن عوف کو امیر بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ غزوہ میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ تو یزید بیٹھا رہا اور حیلے بہانے شروع کر دیئے تو امیر معاویہ اس کے بھیجنے سے رک گئے۔ اس جنگ میں لوگوں کو بھوک پیاس اور سخت بیماری پہنچی۔ تو یزید نے خوش ہو کر اشعار پڑھے۔ "مجھے پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر بخار، تنگی، تکلیف کی بلائیں مقام فرقدونہ میں آپڑیں جبکہ میں ویرمران میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے ہوئے ام کلثوم کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہوں۔" ام کلثوم بنت عبداللہ ابن عامر یزید کی بیوی تھی۔ یزید کے یہ اشعار امیر معاویہ تک پہنچے تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں یزید کو بھی سفیان بن عوف کے پاس روم کی زمین میں ضرور بھیجوں گا۔

تاکہ اسے بھی وہ مصیبتیں پہنچیں جو لوگوں کو پہنچی ہیں۔ (ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۱۸۹)

اس حدیث کے متعلق مشہور اہلحدیث عالم علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں

"کہ یہ واقعہ ۵۸ھ میں ہوا۔ اس حدیث سے بعض نے نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی۔ اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سبحان اللہ اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت معاویہؓ زندہ تھے۔ انہیں کی خلافت تھی اور معاویہؓ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ اس لئے کہ امام برحق سیدنا امام حسن علیہ السلام نے خلاف ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص بہادری سے لڑا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا ہے۔ یزید نے پہلے اچھا کام کیا۔ کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو

اس نے وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسینؓ کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی، جب سر مبارک آیا تو مردود کہنے لگا۔ میں نے بدر کا بدلہ لیا ہے۔ (بے سند بات ہے۔ ادارہ) مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ مکہ پر چڑھائی کی۔ وہاں منجنیق لگائی عبداللہ بن زبیر کو شہید کروایا حجاج ظالم اپنے کو ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا کیا ان کرتوتوں کے بعد بھی کوئی یزید کو بہشتی و مغفور کہہ سکتا ہے۔

قسطلانیؒ نے کہا ہے یزید حضرت امام حسینؓ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور ان کی اعانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اس لئے ہم اس کے باب میں فرق نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر ہو اور اس کے مددگاروں پر۔ (حاشیہ بخاری شریف مترجم باب الجہاد جلد سوم صفحہ ۱۲۸ ناشر مکتبہ نعمانی)

وقیل سیر معاویہ جیشا مع سفیان بن عوف الی القسطنطنیہ

اور کہا گیا کہ حضرت معاویہ نے ایک لشکر جس کے امیر سفیان بن عوف تھے قسطنطنیہ چڑھائی کے لئے بھیجا۔ وہ لشکر روم کے شہروں میں فتح کرتے ہوئے بڑھتا چلا گیا اس لشکر میں ابن عباسؓ ابن عمرؓ ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری تھے۔ اور ابو ایوب اسی زمانہ حصار میں وہیں فوت ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ یہ اکابر صحابہ سفیان بن عوف کی قیادت میں تھے۔ یزید کی قیادت میں نہ تھے۔ کیونکہ یزید اس کا اہل نہ تھا۔ کہ یہ بڑے بڑے حضرات اس کی خدمت میں رہیں۔ اور مہلب نے کہا ہے کہ اس حدیث سے حضرت معاویہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے دریائی جنگ کی۔ اور ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے سب سے پہلے قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں جنگ کی۔ میں کہتا ہوں وہ کونسی منقبت ہے جو یزید کے لئے ثابت ہو گئی ہے جب کہ اس کا حال خوب مشہور ہے اگر تم یہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے حق میں مغفور لھم فرمایا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہو سکے۔ کیونکہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ حضور نبی کریمؐ کے قول مغفور لھم میں وہی داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں۔ حتیٰ کہ اگر ان غزوہ کرنے والوں میں سے کوئی مرتد ہو جاتا تو وہ یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہیں رہتا۔ پس یہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ جس کے واسطے مغفرت کی شرط پائی جائے۔ اس کے واسطے مغفرت ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۶، ص ۶۴۹)

علامہ قسطلانیؒ شارح بخاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں

واستدلال بہ المھلب علی ثبوت خلافتہ یزید وانہ من اھل الجنتہ لدخولہ

(ترجمہ) اس حدیث سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اس کے جنتی ہونے کا استدلال کیا ہے کہ

وہ حدیث کے اس جملے مغفور لھم کے عموم میں داخل ہے' اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ بات محض بنی امیہ کی حمایت میں کی گئی ہے اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اور کسی خاص دلیل سے اس سے خارج بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں اختلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مغفور لھم ا [illegible] شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ یہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس غزوہ کے بعد ان میں سے مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت میں داخل نہیں رہے۔ یہ بات ابن میسر نے کہی ہے اور بے شک بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے نقل فرمایا ہے۔

قریب ایسا ہی حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری ج ٦' ص ٦٥ پر لکھا ہے۔

ثابت یہ ہوا کہ یزید ہرگز اس حدیث کا مصداق نہیں۔ حدیث قسطنطنیہ کی تاویل میں چونکہ تاریخی طور پر اتنے احتمال نہیں۔ اس لئے اس سے مخالفین کا استدلال صحیح نہیں ہے۔

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

دوسرا یہ کہ حضور اکرم کا ارشاد ہے

من قال لا الہ الا اللہ فقد دخل جنتہ کہ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنتی ہو گیا۔ چنانچہ ایک شخص کلمہ شریف پڑھ کر بفرمان نبویؐ جنتی ہو جاتا ہے اور لا الہ الا اللہ کا برابر قائل رہتا ہے۔ تو کیا وہ جنتی ہی رہے گا ہرگز نہیں' بلکہ زکوۃ ' جہاد اور ختم نبوت کے انکار اور بدعقیدہ ہو جانے کی دلیل خاص ہے وہ اس عموم سے خارج ہو جائے گا۔ اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ صرف زبانی کلمہ توحید پڑھنے سے آدمی جنتی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے شرائط ہیں جن کا ثبوت دوسری آیات و احادیث میں صراحتہ" ہے۔ یہ کلمہ صدق قلب اور اخلاص سے پڑھے اور اس کا پابند رہے ورنہ منافقین جن کو اللہ تعالیٰ یقیناً جھوٹے اور واصل جہنم قرار دیتا ہے۔ ان کا بھی جنتی ہونا لازم آتا ہے۔ اس لئے ایمان کے لئے کچھ ایسی باتیں ہیں جن کو ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک امر ضروری کا انکار کرے تو وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ بشارت اس کو شامل نہیں۔ اس طرح یزید جہاد قسطنطنیہ کے بعد اپنے کردار کی وجہ سے ہر شرف و سعادت سے محروم ہو گیا۔ اس سلسلے میں مزید کچھ لکھنے کے بجائے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی شرح تراجم بخاری کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں۔ جو کسی بھی انصاف پسند شخص کے لئے فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کتاب الجہاد باب ماقیل فی قتال الروم کے زیر عنوان فرماتے ہیں۔

قولہ مغفور لھم تمسک بعض الناس بھذا الحدیث فی نجاۃ یزید

ترجمہ = مغفور لھم کے ارشاد نبوی کو دلیل بنا کر بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی اس دوسرے لشکر میں بلکہ ان کا سالار تھا۔ جیسا کہ تاریخ گواہی دیتی ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ اس غزوے سے پہلے کے گناہ جو

یزید نے کئے تھے وہ بخشے گئے کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات کا معاملہ یہ ہے کہ ان سے پہلے کے گناہ زائل ہو جاتے ہیں نہ کہ بعد کے۔ ہاں اگر آنحضورؐ کے کلام کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہوتے کہ اس کی مغفرت قیامت کے دن تک ہے تب وہ اس کی نجات پر دلالت کرتے اور اگر یہ الفاظ نہیں تو نجات پر دلالت بھی نہیں۔ بلکہ اس کا معاملہ بغیر تعین کا سپرد ہے۔ اس غزوے کے بعد جن جرائم کا ارتکاب اس نے کیا۔ یعنی حضرت حسینؓ کو قتل کیا مدینہ منورہ کو تباہ کیا اور شراب نوشی پر اصرار کیا۔ اس پر اگر اللہ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے جیسا کہ تمام گنہگاروں کے بارہ میں طے ہے۔ اور اگر اس کی شمولیت ان تمام گناہوں میں مان لی جائے تو تمام گنہگاروں کے متعلق جو عمومی اصول طے ہے (کہ ان کی معافی اور سزا دونوں کا امکان ہے) یزید کے معاملے میں وہ عموم بھی باقی نہیں رہے گی بلکہ اس میں وہ احادیث تحدید و تخصیص پیدا کر دیں گی جن میں اہل بیت کا استخفاف کرنے والوں۔ حرم میں الحاد کرنے والوں اور سنت میں رد و بدل کرنے والوں کو وعید ہے۔

(شرح تراجم ابواب صحیح بخاری)

مزید ایک بات کا ذکر ضروری ہے۔ وہ یہ کہ جو لوگ تاریخی روایات کا شدت سے انکار کرتے ہیں۔ وہ بھی اس غزوے والی حدیث کو یزید پر منطبق کرتے ہوئے تاریخ کا سہارا لیتے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں تو یزید کا ذکر خیر نہیں نبی کریم نے نام لے کر بشارت نہیں فرمائی مزید تفصیلات تاریخ ہی بتاتی ہے جس میں اختلاف بھی منقول ہے کہ یزید لشکر میں تھا بھی یا نہیں اور کس حیثیت سے بھیجا گیا تھا۔ بہرحال تفصیلات آپ کو تاریخ ہی بتاتی ہے۔ جسے حامیان یزید دریا میں غرق کرنا چاہتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے کہ انہی تواریخ سے جب ہمیں اپنے مطلب کی بات نہیں ملتی تو ہم بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ روافض کی چال تھی کہ انہوں نے فرضی قصے گھڑ کر اس دور کی ساری تصویر کو بگاڑ دیا ہے۔ تو ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب میں کہ ان کی سازش سے حضرت ابو صدیق اور امیرالمومنین سیدنا عمراور خلفائے راشدین کے عہد کی تاریخ کیسے محفوظ رہ گئی؟ کیا ابن سعد' ابن عبدالبر' حافظ ابن کثیر' ابن جریر' ابن اثیر اور ابن حجر اور دوسرے ثقہ علماء نے جو یزید کے دور کے احوال لکھے ہیں کیا وہ سب جھوٹ کے دفتر ہیں تو پھر سرے سے اعلان کر دیجئے کہ واقعہ کربلا ہوا ہی نہیں یہ امام المتقین حضرت یزید (نقل کفر کفر نہ باشد) کے خلاف روافض کی چال ہے۔

۲۔ آپ کو یہ اعلان بھی کرنا ہو گا کہ یزید کے آخری دور میں جنگ حرہ کا واقعہ اکاذیب کے دفتر میں ہے اور ہمارے امام کا دامن ان سب سے پاک ہے۔

۳۔ یزید کی جو فوج حضرت ابن زبیرؓ سے لڑنے مکہ پر حملہ آور ہوئی اور اسے منجنیقیں لگا کر خانہ کعبہ پر جو سنگ باری کی یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔

اس کے دور میں یہ واقعات سرے سے ہوئے ہی نہیں۔ تو پھر میں آپ کی بات مان لینے کو تیار ہوں لیکن اگر یہ سب کچھ اس مختصر دور میں ہوئے ہیں اور یقیناً ہوئے ہیں تو ظالموں کا ساتھ دینا ظلم

بقیہ مضمون امام حسینؓ اور فتنہ ناصبیت صفحہ نمبر ۴۱